REGISTERED WITH REGISTERAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO. R. N. 61/57-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

جلد ۴۴ شمارہ ۱۵

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلّۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین:۔ قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک،
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
۸ پاؤنڈ یا ۱۲ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۳ اپریل ۱۹۹۵ء

۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۵ ہجری — ۱۳ شہادت ۱۳۷۴ ہش — ۱۳ اپریل ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۱۰ اپریل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

اللّٰھم اید امامنا بروح القدس ومتعنا بطول حیاتہ وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

احادیث نبوی ؐ

قرآن مجید اور اسکی قرأت

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۱۸ بحوالہ بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت عثمان بن عفان بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم کو سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

عَنْ بَشِیْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ، مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۲۱۹ بحوالہ ابوداؤد)

ترجمہ:۔ حضرت بشیر بن عبد المنذر بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

عبادت میں ذوق وشوق

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کسی نے پوچھا کہ عبادت میں ذوق وشوق کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اعمال صالحہ اور عبادت میں ذوق وشوق اپنی طرف سے نہیں ہو سکتا یہ خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر ملتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان گھبرائے نہیں اور خدا تعالیٰ سے اس کی توفیق اور فضل کے واسطے دعائیں کرتا رہے۔ اور ان دعاؤں میں تھک نہ جاوے جب انسان اس طرح پر مستقل مزاج ہو کر لگا رہتا ہے تو آخر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بات پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے لئے اس کے دل میں تڑپ اور بے قراری ہوتی ہے۔ یعنی عبادت کے لئے ایک ذوق وشوق اور حلاوت پیدا ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مجاہدہ اور سعی نہ کرے۔ اور وہ یہ سمجھے کہ پھونک مار کر کوئی کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ اور سنت نہیں۔ اس طریق پر جو شخص اللہ تعالیٰ کو آزماتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ سے ہنسی کرتا ہے اور مارا جاتا ہے خوب یاد رکھو کہ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا فضل نہ ہو تو دوسرے دن جا کر عیسائی ہو جاوے یا کسی اور بے دینی میں مبتلا ہو جاوے۔ اس لئے ہر وقت اس کے فضل کے لئے دعا کرتے رہو اور اس کی استعانت چاہو تاکہ صراط مستقیم پر تمہیں قائم رکھے جو شخص خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہوتا ہے وہ شیطان ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ انسان استغفار کرتا رہے تاکہ وہ زہر اور جوش پیدا نہ ہو جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد ہشتم۔ بحوالہ الحکم ۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۳ ر شہادت ۱۳۷۴ ہش

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی خصوصیات اور ہماری ذمہ داریاں

دورِ حاضر کے اس پرفتن اور پرآشوب زمانے میں جبکہ مادیت اور عیش پرستی اپنے عروج پر ہے اور مادی نظریات کی بےمہارانہ تشہیر کا دور دورہ ہے جس کا انسان کے اخلاق اور روحانیت پر بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے۔ نتیجتاً وہ اپنے خالق و مالک حقیقی سے رفتہ رفتہ دور ہوتا چلا جا رہا ہے اور اسے اس امر کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ یہ ڈگر بالآخر اسے کس عبرتناک انجام سے ہمکنار کرے گی اس تشویشناک صورت حال کی موجودگی میں یہ امر یقیناً مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ روحانی جماعت کی خوش بختی پر دلالت کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اُسے خلافت علیٰ منہاج نبوت سے وابستگی کے نتیجہ میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی گراں قدر نعمت سے سرفراز کیا۔ جس کے ذریعہ بین الاقوامی سطح پر قرآن مجید، احادیث نبوی اور اقوال بزرگان کی روشنی میں دن رات اخلاقی و روحانیت کے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ جس سے سعید روحوں کو ذہنی سکون اور قلبی اطمینان حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ راہ نجات بھی نظر آنے لگی ہے نتیجتاً غیر اقوام میں سے بھی فوج در فوج نیک فطرت لوگ جماعت احمدیہ کی آغوش میں کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی اس روز افزوں ترقی کو دیکھتے ہوئے اکناف عالم میں ہر سو ہمارے مخالفین کی صفوں میں ہلچل پیدا ہونے لگی ہے۔ اور اس کے سدّباب کے لئے بے سود تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

واضح رہے کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۱ر دسمبر ۱۹۹۳ء کو ماریشس میں ارشاد فرمودہ خطبہ جمعہ کے دوران اعلان فرمایا تھا کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگراموں کی افادیت اور مقبولیت کے پیش ۷ر جنوری ۱۹۹۴ء سے اس کی نشریات روزانہ بارہ گھنٹے ٹیلی کاسٹ ہوا کریں گی کیونکہ نئے علاقوں کا نئے مزاج کے لوگوں کا نئی زبان بولنے والوں کا احمدیت کی طرف رجحان بڑھ رہا ہے اور طلب اتنی بڑھ چکی ہے کہ ناممکن ہو گیا ہے کہ جماعت احمدیہ محض لٹریچر کے ذریعہ ان پیاسوں کی پیاس بجھا سکے۔ فرمایا لازم ہو گیا تھا کہ ہم ایک وسیع پروگرام کے ذریعے دُنیا کی اکثر آبادی تک ٹیلی ویژن کے ذریعے پہنچ سکیں؛ آپ نے مزید فرمایا کہ ہم نے جو ڈش انٹینا کا اسٹیشن لیا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اس علاقے میں آج جو ہر دلعزیز پروگرام دکھائے جا رہے ہیں ان کے بالکل قریب، واقع ہے اس لئے ہندوستان کے جس ڈش انٹینا کے ذریعے اپنے محبوب پروگرام دیکھتے ہیں اسی پر وہ ہمارے پروگرام بھی سن اور دیکھ سکیں گے۔ فرمایا اپنے اپنے ملکوں میں پروگرام بنائیں اور وہ بھجوائیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس ٹیلی ویژن کے پروگرام کو صرف دلچسپی کا موجب نہ بنائیں بلکہ بہت مفید اور کارآمد پروگرام بنا دیں۔

سو الحمد للہ کہ یہ سلسلہ اس وقت بلا توقف جاری ہے۔ اس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی بعض خصوصیات ہیں۔

● اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ دنیا کا ایسا واحد چینل ہے جو مسلم جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام قائم ہوا ہے۔ اور سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سرپرستی میں اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے

● اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس کے پروگرام ۱۴۴ ممالک میں دیکھے اور سنے جاتے ہیں۔ نیز اس کے پروگرام بیک وقت چھ ملک مختلف زبانوں اُردو، انگریزی جرمنی۔ رشین۔ بوسنین۔ عربی میں ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں۔

● اس کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ درس قرآن مجید، درس حدیث نبوی، سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر اسلامی تعلیمات پر مبنی پروگراموں کے علاوہ بہت سے دیگر دلچسپ معلوماتی پروگرام بھی ٹیلی کاسٹ ہوتے ہیں۔

● نیز اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ پانچ مختلف سٹلائیٹوں کے ذریعے اپنے پروگرام یورپ۔ ایشیاء۔ افریقہ۔ کینیڈا اور آسٹریلیا کے لئے ٹیلی کاسٹ کرتا ہے۔

● اس کی سب سے بڑی اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر ہفتے جمعہ کے دن جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ جو بصیرت افروز خطبہ جمعہ لندن میں ارشاد فرماتے ہیں براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوتا ہے اور اکناف عالم میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔

اس طرح اس کی ایک اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی گوناں گوں جماعتی مصروفیات کے باوجود اس کے اسٹوڈیو میں تشریف لاکر زینت بخشتے ہیں۔ اس دوران حضور باری باری ازراہ شفقت ہومیوپیتھک کلاس لیتے ہیں۔ ملاقات پروگرام میں سوالات کے جوابات مرحمت فرماتے ہیں۔ بچوں کو مختلف زبانیں سکھانے کی غرض سے جاری کلاس بھی حضور اقدس خود لیتے ہیں۔ قرآن مجید کلاس میں بھی بنفس نفیس حضور تشریف لاتے ہیں۔ اس طرح بیرون ممالک سے آنے والے مہمانان کرام کے ساتھ گفتگو تبادلہ خیالات کے پروگرام میں بھی حضور اقدس خود شمولیت فرماتے ہیں۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی یہ تمام خصوصیات تقاضا کرتی ہیں کہ ہم سب اس نعمت غیر مترقبہ کی قدر کریں اور اسے کماحقہ مستفیض ہوتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور حضور اقدس کے ارشادات اور ہدایات کو اولین فرصت میں عملی رنگ میں جامہ پہنائیں۔ پس ہر احمدی والدین اور جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ اس طرف خاص توجہ دیں کہ احمدی گھرانوں میں ٹی۔ وی کا صحیح استعمال ہو تا جماعت کی نئی نسل تعلیم و تربیت کے زیور سے آراستہ ہو کر اس کے شاندار روحانی مستقبل کے معمار بن سکے۔

اسی طرح ہماری یہ بھی ذمہ داری ہے کہ حضور اقدس کی ہدایات اور ارشاد پر کہ اپنے اپنے ملک میں اپنی زبان میں اچھے اور اعلیٰ معیار کے پروگرام تیار کریں اور اچھی آوازیں بھر کر کیسٹس لندن بھیج دیں تاکہ ایڈیٹنگ کرکے وہ ٹیلی کاسٹ کی جا سکیں، اس سلسلے میں قبل از وقت جماعتوں کو تفصیلی ہدایات لندن سے بھجوائی گئیں ہیں۔ بس جہاں لندن کے ہمارے احمدی بہن بھائی وقت نکال کر سیدنا حضور انور کی ہدایت کی روشنی میں دن رات جماعت کے کاموں میں مصروف عمل ہیں اور بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں ہمیں بھی چاہیئے اور یہ فرض بنتا ہے کہ وقت نکال کر اپنے ذمہ دار افراد کے ساتھ مل کر کام میں لگ جائیں اور اچھی اچھی کیسٹس تیار کرکے لندن بھجوائیں۔ بہت سے ممالک نے اس طرف خصوصی توجہ دینی شروع کی ہے تاہم ابھی بھی بہت سے ممالک نے اپنی مساعی سے سیدنا حضور اقدس کو مطلع نہیں کیا ہے۔ ایک اور بات بھی بیان کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ بے شک جماعت احمدیہ ایک غریب اور چھوٹی جماعت ہے دنیا کی بڑی حکومتوں کی طرح ہمارے پاس وسائل نہیں کہ ہم کسی کا مقابلہ کر سکیں لیکن یہ بات (باقی صفحہ ۱۳ پر)

ارشاد نبوی
الامانۃ عزّ
(امانت داری عزت ہے)
- (منجانب) -
سیکریٹری کمیٹی جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۴۱ بینٹنگ لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ہانی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز
43-4028-5137-5206

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

خطبہ جمعہ

علم و حکمت کے اوپر بہت زور دینے کی ضرورت ہے اور روحانی اور دینی علوم کو اور دوسرے ہر قسم کے علوم کو جو حکمت کے تابع بیان ہوئے ہیں ان کو جماعت میں ترویج دینے کی بہت ضرورت ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۹۵ء مطابق ۱۰ تبلیغ ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

تشہد، تعوذ و سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝
هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ الجمعہ ۲،۳)

پھر فرمایا: حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی رسالت کے چار عظیم فرائض جو آپ کے سپرد تھے اور آپ کی رسالت کا خلاصہ ہیں اس آیت کریمہ میں بیان فرمائے گئے ہیں جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اوّل مقصد ہر رسول کی بعثت کا خدا تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنانا ہوتا ہے اور اسی طرح باقی تین مقاصد بھی جو بیان ہوئے ہیں وہ بھی دراصل رسالت کے مقاصد ہیں مگر بطور خاص حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں یکجائی صورت میں جس شان اور جس اعلیٰ ترتیب کے ساتھ قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ایسا ذکر دوسری کتابوں میں نہیں ملتا۔ اس تفصیلی بحث کی خاطر آج یہ میں نے تلاوت نہیں کی بلکہ اس کے ایک حصے پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔

اول یہ کہ وہ آیات پڑھتا ہے اور ان آیات کی تلاوت کے نتیجے میں اللہ کو بندوں کے قریب کر دیتا ہے اور بندوں کو یہ توفیق ملتی ہے کہ ان آیات کے ذریعے براہ راست اپنے رب سے تعلق قائم کر سکے اور جوں جوں یہ تعلق براہ راست قائم ہوتا چلا جاتا ہے ان کا تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اور یہ تزکیہ نفس بھی محتاج رہتا ہے رسول کی صحبت کا، رسول کے اعلیٰ اور پاکیزہ اثر کا۔ اور کوئی ایسی بات نہیں جو از خود حاصل ہو رہی ہو۔ بظاہر براہ راست تعلق تو ہوتا ہے لیکن محمد رسول اللہ کی تلاوت کے نتیجے میں جب وہ آیات تلاوت کرتا ہے تو اس میں ایک غیر معمولی طاقت پائی جاتی ہے سچائی کی۔ اور وہ سچائی کی طاقت ہے جو خدا کو گویا سامنے لا کر کھڑا کرتی ہے۔ پھر اس رسول کے ایمان اور اس کی تقویت کے نتیجے میں جس خدا کو یہ رسول دیکھتا ہے اس خدا کو اس کے غلام دیکھنے لگتے ہیں اور ان کے نتیجے میں آنکھیں سامنے گویا ایمان قائم ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں تزکیہ نفس ایک لازمی چیز ہے۔ تزکیہ نفس کا تعلق علم سے اتنا نہیں جتنا کسی طاقتور ہستی کی موجودگی کے احساس سے ہے۔ انسانی قوانین میں بھی یہی بات ہے جو بنیادی طور پر کارفرما ہے اگر ایک انسان کو علم ہو کہ میں ایک طاقتور قانون کی نظر میں ہوں جس کے ہاتھ مضبوط ہیں اور لمبے ہیں اور مجھے پہنچ سکتے ہیں تو جب تک یہ شعور موجود ہے یہ احساس موجود ہے انسان گناہ نہیں کر سکتا یعنی دنیا کا گناہ بھی نہیں کر سکتا۔

تو دراصل تلاوت آیات کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس کامل یقین اور شان اور قوت کے ساتھ تلاوت آیات کرتے ہیں وہ دلوں میں ڈوبتی چلی جاتی ہے اور غائب خدا کو گویا حاضر کرتی چلی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں ایسے لوگوں کا تزکیہ ایک طبعی اور لازمی امر ہے مگر رسول کی برکت کے نتیجے میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ وہی رسول آج بھی زندہ ہے یعنی روحانی اثرات کے لحاظ سے اور تلاوت بھی موجود ہے مگر وہ اثر دکھائی نہیں دے رہا جو اس زمانے میں ظاہر ہوا اور جس کا قرآن کریم گواہ بن گیا۔ وہ سنتے تھے اور پاک ہوتے چلے جاتے تھے تو صحبت رسالت ایک بہت ہی عظیم کام ہے جو رسالت کے فرائض میں شامل ہے اور اس کی ضرورت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ تلاوت اپنی جگہ مگر رسول کی ذاتی محبت اور اس کے تقدس سے تزکیہ حاصل کرنا یہ مضمون بھی ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔

پھر فرمایا ”ویعلمھم الکتاب والحکمۃ“ وہ انہیں کتاب کا علم بھی دیتا ہے اور حکمت کا علم بھی دیتا ہے ”یعلمؔ“ کا جو فعل ہے دونوں پر چسپاں ہو رہا ہے۔ ”یعلمھم الکتاب“ یعنی ان کو کتاب سکھاتا ہے ”ویعلمھم الحکمۃ“ اور ان کو حکمت سکھاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق یعنی علم اور حکمت کے مضمون سے متعلق میں چند احادیث آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ علم اور حکمت ایک ایسی دائمی چیز ہیں جو اگر رسول موجود نہ بھی ہو تو اس کی خیر و برکت کو قوم میں جاری کرنے کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہیں۔ اور علم و حکمت ایک زمانے میں رسالت کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہیں اس لئے علم و حکمت کے اوپر بہت زور دینے کی ضرورت ہے اور روحانی اور دینی علوم کو اور دوسرے ہر قسم کے علوم کو جو حکمت کے تابع بیان ہوئے ہیں ان کو جماعت میں ترویج دینے کی بہت ضرورت ہے اور رمضان کا مہینہ خاص طور پر چونکہ مقاصد رسالت کو قائم کرنے اور جاری کرنے میں بہت ہی مفید اور ممد مہینہ ہے اور ہمارے یہ کام جو آنحضورؐ کی غلامی میں ہم نے اپنے اوپر فرض کر رکھے ہیں ان کو یہ مہینہ آسان بنا دیتا ہے، اس لئے علم و حکمت سے تعلق میں کچھ نصیحتیں میں آج آپ کو کرنی چاہتا ہوں تاکہ رمضان کی برکت سے وہ اثر جو پہلے نہیں ہو سکا اب اس مہینے کی برکت سے وہ اثر قائم ہو اور اس کے نتیجے نکلیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم۔
(ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علیٰ طلب العلم)

کہ علم کا طلب کرنا یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اب یہ دیکھیں فریضہ

استاد سے ہٹا کر شاگرد پر ڈال دیا گیا ہے۔ استاد جو محمد رسول اللہ کا غلام ہے اور محمد رسول اللہ کے نقشِ قدم پر چلتا ہے اس نے تو علم پھیلانا ہی پھیلانا ہے لیکن جنہوں نے اس سے فائدہ اُٹھانا ہے ان پر اگر فرض نہ کیا جائے تو وہ ہلکے انداز میں بعض دفعہ باتوں کو لیتے ہیں اور اس پیروی کو ایک زائد خدمت کے طور پر سمجھتے ہیں کی تو بہتر ہے، نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ اس غلط فہمی کا ازالہ ہمیشہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد نے فرما دیا کہ ”طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم“ اگر تم مسلمان کہلاتے ہو تو یاد رکھو علم کی طلب کرنا اور کرتے چلے جانا یہ تمہاری شخصیت کا حصہ بن چکے ہیں اور اس کو چھوڑ کر تم حقیقی معنوں سے مسلمان نہیں کہلا سکتے۔

پھر ابن ماجہ ہی کی ایک حدیث ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال افضل الصدقۃ ان یتعلم المرء المسلم علماً ثم یعلمہ اخاہ المسلم۔

(ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

اب یہاں بھی انہیں اساتذہ کی جو ضرورت ہے اس کا رستہ بھی وہی تجویز فرمایا جو پہلی حدیث میں بیان کیا ہے۔ فرمایا ہے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ علم سیکھے پھر سکھائے۔ یعنی استاد بننے کے لئے بھی ذمہ داری طالب علم پر ہے۔ وہ پہلے علم سیکھے اور پھر آگے اس کو جاری کرے اور اپنے بھائیوں میں اس طرح علم کی ترویج کرے۔

پھر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فرماتے ہیں یہ الترغیب والترھیب سے حدیث لی گئی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم و تعلموا للعلم السکینۃ والوقار و تواضعوا لمن تعلمون منہ۔

(الترغیب والترھیب باب الترغیب فی اکرام العلماء)

کہ علم حاصل کرو اور وقار اور سکینت کو اپناؤ۔ وقار سے مراد علم سے متعلق ایسا رویہ اختیار کرنا ہے کہ علم کی تم قدر کرتے ہو، اس کی عظمت کو پہچانتے ہو اور ہلکی پھلکی بات کے طور پر نہیں لیتے بلکہ پورا وزن دیتے ہو اس بات کو اس کو وقار کہتے ہیں۔ وقر ویسے وزن کو کہتے ہیں اور بوجھ کو بھی کہتے ہیں مگر وقار لفظ ہمیشہ اعلیٰ معنوں میں عظمت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ علم کی توقیر کرو۔ اسے بلند مرتبہ سمجھو اور پھر علم حاصل کرو اور سکینت کو اپناؤ۔ سکینت افراتفری کے علم حاصل کرنے والے پر چسپاں نہیں ہوتا۔ لفظ سکینت۔ آیا بیٹھا بے چین ہوا کچھ حاصل کیا بھاگ گیا۔ اس کو سکینت کا علم نہیں کہتے۔ علم سیکھنے کے لئے جہاں علم کا وقار اور اس کی عظمت کا دل میں جاگزیں ہونا ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ سیکھنے والا تسکین سے تسلی سے سیکھے اور اس کو کہیں اور جانے کی افراتفری نہ ہو بلکہ وہاں جم کے سمجھے کہ ہاں مجھے یہیں لطف آرہا ہے اور یہی میرے وقت کا بہترین مصرف ہے۔ اس کے بغیر لفظ تسکین اس طالب علم پر چسپاں نہیں ہو سکتا جو آیا گیا، سرسری نظر سے دیکھا، کچھ ملا تو ٹھیک، نہ ملا تو واپس۔

> تزکیہ نفس کا تعلق علم سے اتنا نہیں جتنا کسی قانون ہستی کی موجودگی کے احساس سے ہے۔ اگر ایک انسان کو علم ہو کہ میں ایسے قانون کی نظر میں ہوں جس کے ہاتھ مضبوط ہیں اور لمبے ہیں اور مجھے پہنچ سکتے ہیں تو جب تک یہ شعور موجود ہے، یہ احساس موجود ہے، انسان گناہ نہیں کرسکتا۔

پھر فرمایا ”و تواضعوا لمن تعلمون منہ“ اور جن سے تم علم سیکھتے ہو ان سے بھی انکسار کا معاملہ کرو۔ ان سے ادب اور احترام کا معاملہ کرو کیونکہ اس سے علم پڑھانے والے کو علم سکھانے والے کو بھی تقویت نصیب ہوتی ہے اور علم کا مرتبہ بڑھتا ہے۔

یہ جو علم سکھانے والے کے ساتھ عزت و احترام کا معاملہ ہے، یہ محض دینی علم سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ دنیا کے تمام علوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دنیا کی تمام قومیں جہاں علم پڑھانے والوں کا وقار اُٹھ گیا جہاں ان کا احترام باقی نہیں رہا ان کے ہاں علمی معیار ہمیشہ تنزل اختیار کر گیا ہے۔ اور آج انگلستان میں بھی یہ بحث اب بہت زور سے اُٹھائی جا رہی ہے کہ ہمارے طالب علم اپنے استادوں کی عزت نہیں کرتے ان کا احترام نہیں کرتے ان کا کوئی ادب ان کے دل میں نہیں۔ نتیجتاً اب وہ گستاخ اور بد تمیز ہو چکے ہیں بلکہ بعض استادوں پر حملے کرتے ہیں اور ان استادوں کو کوئی تحفظ نہیں ہے نتیجتاً استادوں کے دل میں بھی علم سکھانے کا شوق باقی نہیں رہا کہاں یہ جان ڈال کر ایسا کیا کرتے تھے اور اب کہتے ہیں ٹھیک ہے جس نے سیکھنا ہے سیکھے باقی جائیں جہنم میں جو مرضی کریں۔ پس علم کو گہرا نقصان پہنچتا ہے اگر طالب علم تعلیم دینے والے کی عزت نہ کرے۔ ہندوستان میں کسی زمانے میں یہ خوبی بہت تھی کہ استاد کی گہری عزت پائی جاتی تھی اور محاورہ ”زانوئے ادب تہہ کرنا“ یہ بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ ادب سے گھٹنے ٹیک کر زمین پر لگا کر، تہہ کر کے بیٹھا کرتے تھے لیکن پھر رفتہ رفتہ یہ چیزیں اُٹھنی شروع ہو گئیں۔ آج سے بہت پہلے یہ تنزل شروع ہوا ہے اور اکبر الہ آبادی نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے ؎

دن وہ بھی تھے کہ خدمتِ اُستاد کے عوض ★ دل چاہتا تھا ہدیہ دل پیش کیجئے

ایسا بھی زمانہ تھا کہ جب اُستاد ہماری خدمت کیا کرتا تھا کہ دل سے یہ آواز اُٹھا کرتی تھی کہ اتنے عظیم محسن کے لئے تو ہدیہ دل پیش ہونا چاہیئے ؎

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق

اب زمانہ ایسا بدل گیا ہے کہ سبق کے بعد لڑکا کہتا ہے

”کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے“

جو بھی تم نے کرنا تھا کر لیا اب پیسے مانگو اور جاؤ چھٹی کرو۔ اور یہ جو بل پیش کرنا ہے یہ بھی در اصل دونوں طرف کے انحطاط کا منظر پیش کرتا ہے کیونکہ عموماً جب تعلیم کے ساتھ اجرت لگ جائے اور تعلیم کا جذبہ اور شوق اساتذہ کو لوگوں کو تعلیم دینے پر آمادہ نہ کرے اس پر اکسائے نہیں بلکہ محض ٹیوشن کی طلب ہو تو پھر لازماً یہی ہوگا کہ پیسوں کی خاطر تم پڑھاتے تھے لو پیسے لو اور چھٹی کرو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے قرآنی تعلیم کے پیش نظر آیات کو نہ بیچنے کا ایک یہ بھی مفہوم سمجھا ہے کہ قرآن کی تعلیم جہاں تک ممکن ہے وہ بغیر معاوضے کے ہو، اس شوق میں ہو کہ قرآن پڑھایا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے بہت سے درس قائم ہو چکے ہیں، عورتیں بھی اور مرد بھی قطعاً معاوضہ نہیں لیتے اور اسی روح کو بہت زیادہ ترقی دینے کی ضرورت ہے اور مزید رائج کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر وہ اساتذہ جو استاد کے طور پر نوکر ہوں اگر قرآن پڑھانا ہی ان کے فرائض میں ہے تو روپیہ حرام نہیں ہرگز اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قرآن کی آیات بیچتے ہیں۔ اس کا اصل اور مفہوم ہے مگر ضمناً اس مضمون کو اگر زیادہ آگے بڑھایا جائے تو یہ بھی اس سے شائستہ تعلیم ہمیں ملتی ہے کہ قرآن کریم کو محض قرآن پڑھانے کی محبت میں پڑھاؤ نہ کہ کوئی ذاتی منفعت اس سے وابستہ کر دو۔

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور حدیث ہے جو ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن حیثما وجدھا فھو احق بھا۔

(ابن ماجہ ابواب الزھد باب الحکمۃ)

کہ مومن کے نزدیک، مومن کا طرز عمل علم کی طرف یہ ہے اور "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" میں علم کے ساتھ حکمت کو جو باندھا گیا ہے اس تعلق میں یہ حکمت والی حدیث میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ "کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن" حکمت کی بات تو مومن کو یوں لگتا ہے کہ میری ہی گمشدہ چیز تھی۔ جیسے گمشدہ اونٹنی کسی کو مل جائے تو کوئی دینے والا، کوئی دکھانے والا اس لینے والے مالک کی راہ میں اور اونٹنی کی راہ میں حائل نہیں ہوا کرتا۔ کوئی مالک یہ سوچ کر شرم محسوس نہیں کرتا کہ میری اونٹنی گمی ہوئی تھی فلاں بدو نے دکھائی ہے اس لئے میں نہیں لوں گا وہ اپنا مال سمجھ کے لیتا ہے۔

پس حکمت تو مومن کی شان ہے یہ بہت ہی پیارا کلام ہے اور مومنوں کو ایک عظیم خراج ہے ان کی صفات حسنہ کا یعنی محمد رسول اللہ اپنے غلاموں سے توقع رکھتے ہیں کہ جیسا مجھے علم و حکمت سکھانے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور فرمایا گیا ہے تم لوگ حکمت کی ایسی قدر کرنے والے ہو یا خدا کے نزدیک تمہارا یہ مقام ہے کہ حکمت کی ایسی قدر کرو کہ گویا وہ تمہارے گھر کی چیز تھی اور جہاں بھی دکھائی دے اسے قبول کرو۔ بہت ہی گہرا مضمون ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ایک طرف تو مومنوں کے رجحان کے اوپر اس سے بہتر تعریفی کلمات نہیں ہو سکتے تھے کہ حکمت تو ان کی اپنی چیز ہے انہی کو حکمت کی باتیں کرنی چاہئیں، انہی کو حکمت سونپی گئی ہے ان کو آج زمانے میں حکمت کا مالک بنایا گیا ہے اور ساتھ یہ فرمایا کہ جہاں کہیں بھی حکمت ملے بتانے والا اگر حقیر بھی دکھائی دے، غیر بھی دکھائی دے، دشمن بھی ہو تو حکمت تمہاری چیز ہے اسے قبول کرو۔

بعض لوگ کہتے ہیں جی فلاں سے یہ بات آئی ہے ہم نہیں لیتے اور چھوٹے آدمی نے بات کر دی ہے تو وہ بُرا مناتے ہیں۔ علم کے حصول میں اور حکمت کے حصول میں بُرا منانے کا مضمون داخل ہی نہیں ہے۔ یہ وہ ڈکشنری ہے جس میں یہ لفظ نہیں ملتا۔ علم بھی اور حکمت بھی۔ مومن کی ساری زندگی کا ایک پیشہ ہے اس کا۔ یا زندگی کا ایک اٹوٹ انگ ہے، زندگی کے اجزاء میں داخل ہے اس لئے کسی لمحہ بھی وہ اس سے الگ نہیں ہو سکتا اور یہ خیال کہ کسی زمانے میں ہم طالب علم تھے اب ہم عالم بن گئے ہیں اور معلم بن گئے ہیں اس خیال کو یہ تمام احادیث باطل قرار دے رہی ہیں جو ہر مومن کو متعلم کے طور پر پیش کر رہی ہیں اور متعلم بناتی ہیں اور پھر معلم بناتی ہیں تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نزدیک مومن کا علم کے حصول کا سفر آخری لمحے تک جاری ہے کیونکہ اگر آخری لمحہ بھی اس کا مومن ہونے کا لمحہ ہے اور اس کے بغیر اس کا سارا ایمان ضائع جائے گا تو وہ بھی حصول علم کا ہی ایک لمحہ ہے۔ پس علم سے کسی وقت بھی مومن کو اس طرح چھٹکارا نہیں ہو سکتا کہ میں اب عالم بن گیا ہوں بالکل بے وقوفوں والی بات ہے۔

مجھے بارہا یہ تجربہ ہوتا ہے بعض غلطیاں ہوتی ہیں اردو کے تلفظ میں بھی انگریزی کے تلفظ میں بھی۔ بعض الفاظ میں بعض دفعہ قرآن کریم کی تلاوت میں زیر زبر کی غلطی ہو جاتی ہے۔ تو بعض احمدی بڑی معذرت سے خط لکھتے ہیں اور جب وہ معذرت شروع ہوتی ہے مجھے سمجھ آ جاتی ہے کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔ حالانکہ معذرت کا کیا سوال وہ تو محسن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں اس کی عزت کرو۔ تو معذرت کیسی؟ ایک طرف احسان کرتے ہو دوسری طرف معذرتیں۔ حقیقت یہ ہے کہ علم سیکھنے کا دور ایک دائمی دور ہے۔

ابھی چند دن ہوئے جرمنی سے ایک عزیزہ محمودہ بیگم نے خط لکھا اور بڑی معذرتیں تھیں، میں سمجھ گیا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے آگے۔ بات اتنی سی تھی کہ آپ کو تلفظ کی صحیح ادائیگی کا شوق ہے میں جانتی ہوں مگر آپ نے "کانسپریسی" لفظ بولا تھا ایک جگہ تو یہ درست نہیں ہے۔ یہ لفظ "کنسپریسی" ہے تو یہ درست ہے ان کی بات مگر بعض دفعہ غلط تعلیم اگر بچپن میں ہوئی ہو تو وہ ایسے نقش ہو جاتے ہیں کہ انسان کو مدتوں صحیح لفظ سنتے ہوئے بھی پتہ نہیں چلتا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور یہ سلسلہ صرف انگریزی میں نہیں اردو میں بھی ہر دوسری زبان میں جاری و ساری ہے۔ کئی دفعہ عرب جو بہت بہتر عربی جانتے ہیں وہ کوئی لفظ غلط تلفظ سے بولتے ہیں ان کی اصلاح کرتا ہوں لیکن یہ مطلب نہیں کہ میں ان پر فائق ہوں۔ عربی زبان کے علم میں وہ فائق ہیں مگر یہ علم کا مضمون ایسا ہے جو دو طرفہ چلتا ہی رہتا ہے کبھی اُستاد معلم کبھی شاگرد معلم۔ ایک دوسرے سے سیکھتے ہیں اور اس طرح یہ ایک ایسا مضمون ہے جو ہمیشہ ہر عالم کو معلم بھی بناتا ہے اور متعلم بھی بناتا ہے۔ تو "کانسپریسی" لفظ ہے وہ اس لئے غلط ہے کہ تلفظ میں دو حصوں میں سے یا تین حصوں میں سے جس پر زور ہو اس کے والوز (volves) نمایاں بیان کئے جاتے ہیں جس پر زور نہ ہو اس کے والوز (volves) کچھ مٹ جاتے ہیں تو چونکہ کان (con) پر زور نہیں ہے اس لئے کن پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ انگریزی کا جو طریق ہے یہ ساری زبان پر حاوی ہے اور ضربیں یعنی ضربیں ہوتی ہیں جس کو syllables کہتے ہیں ہم یعنی لفظوں کے وہ ٹکڑے جو ایک والو کے ساتھ متعلق ہو کے ایک آواز پیدا کرتے ہیں کا، نا، وا، یہ ضربیں ہیں تو وہاں سپریسی پہ نشان پڑا ہوا ہے زور کا لغت میں جس طرح سپرٹ کہتے ہیں ہم اس طرح سپریسی کہتے ہیں۔ تو جب سپریسی کہیں گے تو پھر کون نہیں کہہ سکتے پھر کنسپریسی (consipiracy) تو یہ میں آپ کو ضمناً بتا رہا ہوں کہ یہ انگریزی زبان کا تلفظ کا ایک طریق ہے مگر ہمارے ہاں تو روز مرہ یہ چل رہا ہے سلسلہ۔ میرے ساتھ ریسرچ گروپ والے یہاں کے تعلیم یافتہ، یہاں کے جمے پلے بچے اور بچیاں بیٹھتے ہیں کلاس میں۔ کبھی میں ان کی تصحیح کرتا ہوں کبھی وہ میری تصحیح کرتے ہیں پھر ہم ڈکشنریاں دیکھتے ہیں اور بڑا لطف آتا ہے۔ جس کی تصحیح ہو رہی ہو وہ بھی لطف اُٹھاتا ہے جو تصحیح کرتا ہے اس کو بھی ایک مزہ آ رہا ہوتا ہے تو معذرتوں کی ضرورت نہیں ہے۔

> علم اور حکمت ایک ایسی دائمی چیزیں ہیں جو اگر رسول موجود نہ بھی ہو تو اس کی خیر و برکت کو قوم میں جاری رکھنے کا ایک بہت ہی اہم ذریعہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں یہ اسلوب سکھلا دیا ہے اور اس سے باہر کوئی شخص نہیں ہے کہ علم سیکھنا تمہاری ذمہ داری ہے اور جو علم کی بات تمہیں بتاتا ہے اس پر غصہ نہیں کرنا۔ اس کے ساتھ عجز کا سلوک کرو، انکساری سے بات کرو، ہاں ہاں جزاک اللہ آپ نے ٹھیک کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ یاد رکھو کہ حکمت کی بات تو تمہاری لونڈی ہے تمہارے گھر کی چیز ہے ویسے بھی شرمندگی کی کوئی بات نہیں تمہیں اس پر ایسا حق ہے جیسے خدا نے تمہیں دے دیا ہے پھر کہیں سے ملے اسے قبول کرو۔

اور اسی ضمن میں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ درحقیقت اس خط کے بعد جب میں نے اپنے گذشتہ حالات پر غور کیا تو مجھے پتہ چلا یعنی پتہ تو پہلے ہی تھا لیکن نمایاں طور پر یہ بات ایسی سامنے آئی

جو میں نے کہا ہیں آپ کو بھی بتاؤں کہ جو میرا طالب علمی کا زمانہ تھا وہ تو دراصل طالب علمی کا زمانہ تھا ہی نہیں وہ تو سیر و تفریح اور اپنی مرضی کی کتابیں پڑھنا اور اپنے شوق پورے کرنے کا زمانہ تھا۔ سکول تو ایک مصیبت تھی۔ میرا تو طالب علمی کا زمانہ سکول سے فارغ ہونے کے بعد یا کالج سے فارغ ہونے کے بعد شروع ہوا ہے اور دراصل میں طالب علم بھی خلیفہ بننے کے بعد بنا ہوں۔ ساری جماعت اللہ کے فضل سے میری معلم ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ وسیلے مجھے عطا فرمائے اور میں جو ان کو دیتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق علم حاصل کرتا ہوں اور علم دیتا ہوں دونوں طرف برابر کا رشتہ ہے۔ سوائے ان باتوں کے جو خدا خاص طور پر سکھلاتا ہے وہ ایک الگ مضمون ہے جس میں بندے کا بیچ میں دخل نہیں ہوتا غیب سے اللہ تعالیٰ مضامین عطا فرماتا ہے، دلوں میں ڈالتا ہے اور اس قوت کے ساتھ وہ مضامین نازل ہوتے ہیں کہ اس میں کسی انسانی تعلیم کا اس کی کوشش کا یا طالب علم کے اپنے کسی علمی نور کا دخل نہیں ہوتا تو اس کے سوا جو روزمرہ کے دستور ہیں ان میں کوئی انسان بھی علم سیکھنے سے بالا نہیں ہے۔

اور جہاں تک دنیاوی علوم کا تعلق ہے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے متعلق قطعی یکی پختہ روایت ہے کہ کھجور لگانے والوں کی ایک غلطی آپ نے دیکھی ایک دفعہ میں نے غلطی سے کہا تھا کہ پنیری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہے تھے۔ وہ یہ غلطی نہیں تھی کچھ اور تھی مجھے بعد میں بتایا گیا مگر لگانے والوں کو آپ نے دیکھا کہ شاید وہ غلط کر رہے ہیں اور اس پر ان کو سمجھایا کہ کیا ضرورت ہے اس کو چھیڑنے کی اس کو یونہی رہنے دو اور وہ چونکہ قریب قریب درخت تھے وہ فصل مرگئی بعد میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ آپ نے تو فرمایا تھا اور ہم نے آپ کے علم اور بات کے تقدس میں ویسا ہی کیا اور ہمارے سارے درخت ضائع ہوگئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے دین سکھانے کے لئے بھیجا ہے، اگریکلچر سکھانے کے لئے تو نہیں بھیجا کہ زراعت سکھاؤں تم لوگوں کو۔ لیکن اس کے باوجود یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے انکسار کا ایک عجیب عظیم الشان مظہر تھا لیکن آپ نے تو ہمیں سب کچھ سکھایا ہے۔ خدا گواہ ہے اپنی ساری زندگی پر نظر ڈالتا ہوں قدم قدم پر ہر علم میں ہر معاملے میں حضرت محمد رسول اللہؐ کی محتاجی محسوس ہوتی ہے۔ کون سا علم ہے جو نہیں سکھایا۔ کھانے پینے کے آداب تک تو سکھائے۔ روزمرہ کے ملنے جلنے اٹھنے بیٹھنے صحت کے آداب۔

پس یہ مطلب اس حدیث کا نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم صرف دین سکھانے آئے تھے وہ یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ علم کے لحاظ سے گنجائش موجود ہے وہ جو خدا سے سیکھتا ہے وہ بھی ایک طالب علم ہی رہتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جب یہ کہا تو یہ انکساری کی انتہا تھی ورنہ فن حرب، آپ نے سکھایا فن کلام سکھایا، کون کون سے دنیا کے علوم تھے جو نہیں سکھائے۔ طبابت سکھائی اور بہت ہی عظیم رسول تھے کہ جن کا دائرہ فیض ہر انسانی ضرورت کے دائرے پر پھیلا ہوا تھا۔

> دنیا کی وہ قومیں جہاں علم پڑھانے والوں کا وقار اٹھ گیا، جہاں ان کا احترام باقی نہیں رہا ان کے ہاں علمی معیار حیثیت تنزل اختیار کر گیا ہے۔

پس یہ بھی بعض دفعہ علماء یہ حدیث پیش کر کے کہتے ہیں دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو زراعت کا علم نہیں تھا۔ یہ غلط ہے۔ زراعت کا ویسے تو علم نہیں تھا مگر اصول زراعت اور جو بنیادی باتیں ہیں اس کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بیان فرمائے اور قرآن کریم میں درج تھے اور آپ نے بیان فرمانے ہی تھے۔ زراعت کے وہ اصول جو بنیادی اصولوں کے طور پر ہماری رہنمائی کرتے ہیں قرآن میں موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نصیحتیں اس تعلق میں ہمیشہ ایک جاری فیض کا دریا بنی رہیں گی۔ پس علم حاصل کرنا اور علم حاصل کرنے سے نہ شرمانا اور علم کے حصول پر زور دینا اور علم سکھانے پر زور دینا اس لئے ہماری زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رسالت کا ایک اٹوٹ حصہ تھا۔ آپ کے مقاصد کا ایک کبھی الگ نہ ہونے والا حصہ تھا جو ساری زندگی ایسا فرض تھا جو ہمیشہ آپ نے ادا فرمایا اور بہترین طریق پر ادا فرمایا ہے۔

پس اس ضمن میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو چند باتیں ٹیلی ویژن کے ذریعہ یعنی چند علوم سے تعلق رکھنے والی باتیں جو ٹیلی ویژن کے ذریعے سکھانے کی کوشش کی جارہی ہے اس ضمن میں میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کو ایک دفعہ پھر یاد دہانی کی ضرورت ہے کہ وہ ان باتوں کو ہلکا پھلکا نہ سمجھیں۔ بہت ہی اہم چیزیں ہیں اور انقلابی فوائد رکھتی ہیں۔ اور اگر آپ ان کو عام کریں گے اور سنجیدگی سے نصیحتوں پر عمل کریں گے اور ان معاملات میں میرے مددگار ثابت ہوں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو جو اجر دنیا اور آخرت میں دے گا وہ تو الگ ہے لیکن یہ فیض جو جو لوگ بھی اٹھائیں گے، جو آپ کی وساطت سے پائیں گے، ان کا فیض پانا بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہوتا چلا جائے گا، اس میں سے آپ کو بھی حصہ ملتا چلا جائے گا۔ پس سنجیدگی سے ان نصائح پر عمل کریں۔ ابھی تک مجھے یہ شکوہ ہے کہ وہ لوگ جن کی ذمہ داری یہ تھی وہ بات سمجھ نہ سکے ورنہ عموماً تو جماعت ہمیشہ بہت خلوص کے ساتھ اور بڑی مستعدی سے لبیک کہتی ہے۔ پس میں یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ کچھ لوگ بات سمجھ نہیں سکے اور جس طرح طریق کو منظم کرنا چاہیئے تھا وہ نہیں کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو خوب چرو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ریاض الجنۃ ہوتا کیا ہے آپ نے فرمایا علمی مجالس۔ (الترغیب و الترھیب باب الترغیب فی مجالسۃ العلماء)۔ یعنی ان میں بیٹھو اور خوب چرو جس طرح تر و تازہ گھاس میں جانور چرتے ہیں اسی طرح تم بھی چرا کرو۔ پھر حصول علم کے تعلق میں جو ٹھوکریں لگ سکتی ہیں جو خطرات ہیں ان کی بھی نشاندہی فرمائی۔ اب بتائیں کون سا ایسا حصہ ہے علم کا ایسا حصہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بیان نہ فرمایا ہو۔ تمام انبیاء نے مل کر اپنی امتوں پر جتنی محنت فرمائی ہے جو ہمارے پاس ریکارڈ پہنچا ہے اس ریکارڈ کی رو سے میں کہتا ہوں جو باتیں ان کی نہیں بیان ہوئیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر جو ریکارڈ ہم تک پہنچا ہے، تمام انبیاء کا اپنی امت کی خدمت کرنا ایک طرف رکھ دیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے جس جانکاہی سے اپنی امت کی خدمت فرمائی ہے وہ ایک طرف تو محمد رسول اللہ کا پلڑا بہت ہی بھاری رہے گا۔ کوئی نسبت ہی نہیں رہتی۔ اتنی تفصیل ملتی ہے اس معاملے میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی امت کے لئے ان کے علم بڑھانے، علم سکھانے، حکمت سکھانے، تربیت کرنے وغیرہ وغیرہ پر جتنا زور دیا جس تفصیل سے جس باریکی سے تمام ضروری مطالب کو کھول کھول کر بیان فرمایا۔ اس کی کوئی مثال کسی دنیا کے نبی کی روایات میں خواہ کچی روایات ہی ہوں وہ بھی اکٹھی کر لیں ان میں بھی نہیں ملے گی مبالغے والی روایات میں بھی وہ مثال نہیں ملتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سلسلے میں مستند روایات سے ہمیں آنحضورؐ کی محنت کا علم ہوتا ہے۔

قرآن کی تعلیم جہاں تک ممکن ہے وہ بغیر معاوضے کے ہو اس شوق میں ہو کہ قرآن پڑھایا جارہا ہے اور اللہ کے فضل سے جماعت میں ایسے بہت سے درس قائم ہو چکے ہیں مجوزتیں بھی اور مرد بھی قطعاً کوئی معاوضہ نہیں لیتے اور اسی روح کو بہت زیادہ ترقی دینے کی ضرورت ہے اور مزید رائج کرنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا، تم علم اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ اس کے ذریعے دوسرے علماء کے مقابلے میں فخر کرسکو۔ علم اس غرض سے نہیں ہے کہ تم تفاخر کے لئے استعمال کرو اس کے ذریعہ۔ نہ اس لئے حاصل کرو کہ جہلاء میں اپنی بڑائی اور اکثر دکھا سکو کہ بیٹھو جہلاء میں باتیں کرو کہ جی مجھے یہ آتا ہے اور تمہیں یہ نہیں آتا یہ سب لغو باتیں ہیں اور ناپسندیدہ باتیں ہیں۔ جھگڑے کی طرح نہ ڈالو اور نہ اس علم کی بناء پر اپنے شہرت اور نام و نمود کے لئے مجلسیں جماؤ۔ جو شخص ایسا کرے گا یا ایسا سوچے گا اس کے لئے آگ ہی آگ ہے اسے مصائب و بلیات اور رسوائی کا سامنا کرنا ہوگا۔ (ابن ماجہ باب الانتفاع بالعلم)۔

اب یہ وہ چیز ہے جس کے لئے دُعا کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ انسان خود جتنا اپنے نفس سے غافل ہوتا ہے اتنا شاید اور کسی چیز سے غافل نہ ہو کیونکہ بسا اوقات انسان ساری زندگی اپنے ساتھ گزارا کرتا ہے اور اپنے آپ کو نہیں جانتا۔ بعضوں کی مرتے وقت آنکھ کھلتی ہے، بعضوں کی اس وقت بھی نہیں کھلتی، یوم حشر ہی کو کھلے گی جب ان کا حساب ہوگا، جب ان کی جلدیں ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ تو یہ مضمون ایسا ہے جو دُعا کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

بسا اوقات انسان کے ساتھ اس کے نفس کی نمود اس کی ذہنی طاقتوں کے ساتھ ساتھ کام کر رہی ہوتی ہے۔ نفس کے نمود کی تمنا اس کے اندر ایسی دبی ہوئی ہے کہ ہر کوشش، ہر معاملے میں وہ شیطان کی اعتیبہ کی طرح اس کی سوچوں پر، اس کی نیتوں پر، اس کے اعمال پر اثر ڈال رہی ہوتی ہے۔ پس اس معاملے میں بھی علم کے معاملے میں بھی یہ دُعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جیسا چاہتا ہے ویسا ہم علم سیکھیں اور اپنی طرف سے ایسا علم نہ حاصل کریں جو ہمارے لئے نقصان کا موجب بنے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بیان فرماتے ہیں ابن مسعود کی روایت ہے اور ترمذی سے لی گئی ہے کہ، اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور خوش حال رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور آگے اسے پہنچایا جس طرح اس نے سُنا تھا کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جن کو بات پہنچائی گئی ہے سننے والوں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اور تفقہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ (ترمذی کتاب العلم باب الحث علی تبلیغ السماع)۔

پس یہ بھی ایک بہت ہی ضروری حصہ علم کو ترویج دینے کا ہے کہ جہاں بھی کوئی اچھی علم کی آپ بات سنیں خواہ آپ کو پوری طرح سمجھ آئے یا نہ آئے اسے من وعن آگے پہنچانے کی کوشش کریں کیونکہ اس سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جو سنتے ہیں انہیں سمجھ آجاتی ہے۔ بعض کیا بہت سے ایسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات ہیں جو چودہ سو سال کے بعد آج بھی خدا کے بعض بندوں کو سمجھ آتے ہیں اور بیچ میں بڑے بڑے غور اور فیض پانے والے موجود رہے لیکن پوری طرح سمجھ نہ سکے اور آئندہ زمانے میں بھی یہی ہوگا۔

قیامت تک کے رسول ہونے کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ آپ کی باتیں مختلف زمانوں میں اظہار کے لئے مخفی طور پر موجود ہیں لیکن جب ان کے اظہار کا زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ خود ایسے بندوں کی تربیت کرے گا، ان کی رہنمائی فرمائے گا جن کو ان کا شعور عطا ہوگا اور بصیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتوں کو سمجھ کر وہ اپنے زمانے کو فیض پہنچائیں گے۔ پس یہ بھی ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذاتی معلم ہونے کا ثبوت ہے پہلے لوگوں کے خلاف کوئی گستاخی نہیں کہ وہ نہیں سمجھ سکے تھے آج کیسے بعض لوگ سمجھ گئے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتیں بھی ان خزائن کی طرح ہیں جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہمارے پاس محفوظ ہیں لیکن ہم ان کو نازل کرتے ہیں حسب قدر، حسب ضرورت، حسب موقع۔ جب ضرورت پیش آتی ہے ہم ان خزائن کو اس طرح نکالتے ہیں گویا وہ نازل ہو رہے ہیں، پہلی دفعہ گویا تم نے دیکھے ہیں۔ پس جیسی کتاب ہے ویسا ہی رسول ہے ویسی ہی گہرائیاں اس کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ پس کبھی زمانے میں اس کی باتوں کی کنہہ کو پالینا نہ پہلوں کی تخفیف ہے، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ ایسی بات کر دی جو چودہ سو سال سمجھ نہیں آئی آج سمجھ آئی تھی۔ اس لئے کہ وہ وقت وہی تھا خدا کے نزدیک اور قرآن کا جو بیان ہے یہ دائمی ہے کہ بعض اوقات بعض خزائن ہیں جو وقت کے اوپر خدا کی تقدیر کے تابع اُتارے جاتے ہیں اور روشن کئے جاتے ہیں۔

تم لوگ حکمت کی ایسی قدر کرنے والے ہو یا خدا کے نزدیک تمہارا یہ مقام ہے کہ حکمت کی ایسی قدر کرو کہ گویا وہ تمہارے گھر کی چیز تھی اور جہاں بھی دکھائی دے اسے قبول کرو۔

ایک اور موقع پر ایک صحابی ابو حنیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک مجمع سا لگا ہوا ہے تو میں نے توجہ کی اپنے والد سے پوچھا یہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ صحابی عبد اللہ بن حارث زبیدی نے یہ مجلس لگائی ہوئی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی باتیں کر رہے ہیں کہتے ہیں میں دوڑ کر اس مجمع میں داخل ہوا تو سُنا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص بھی تفقہ فی الدین پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے اور ایسی ایسی جگہوں سے رزق کے سامان مہیا کرتا ہے کہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں۔ (مسند الامام الاعظم، کتاب العلم)۔

پس تفقہ فی الدین سے مراد یہ ہے کہ دینی احکام پر غور کرتے رہنا اور ان کی حکمتوں تک رسائی کی کوشش کرنا اور یہ "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" کے جو دوسرے پہلو ہیں اس کی طرف توجہ دلانے والی نصیحت ہے۔ علم تو ہے لیکن اس علم کی کنہہ، اس کی غرض و غایت، اس کے اندرونی راز، ان معنوں میں اس کو دوسروں پر چسپاں کیا جاسکتا ہے یا اور دوسری چیزوں پر چسپاں کیا جاسکتا ہے بہت وسیع مضمون ہے۔ لیکن خلاصہ یہی ہے کہ علم حاصل کرنا کافی نہیں جب تک اس میں ڈوب کر اس میں مستغرق نہ ہوں اس کے اندر پوشیدہ عقل کی گہری باتوں تک آپ کی رسائی نہ ہو۔ اور فرمایا جو ان باتوں میں وقت صرف کرتا ہے اس کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ رزق کی برکت سے اس کا بظاہر کیا تعلق ہے لیکن اسی بات میں ڈوب کر دیکھیں تو سمجھ آجائے گی کیونکہ ہر علم میں دبے ہوئے خزانوں ہی کا نام حکمت ہے اور جو شخص دُنیا کے خزانوں کی جستجو کی بجائے علوم کے خزانوں کی جستجو کرتا ہے اور

ان کی تہہ تک اترتا ہے وہ چونکہ روحانی اور علمی خزانوں کو ترجیح دیتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ دُنیا کے لحاظ سے اس کا ضامن بن جاتا ہے اور جس اعلیٰ مقصد کی خاطر اس نے ادنیٰ چیزوں سے صرف نظر کی تھی اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو بھی اس کا غلام بنا کر اس کے پیچھے چلاتا ہے۔ ایک یہ بھی معنیٰ ہے اور ایک یہ بھی معنیٰ ہے کہ جنہوں نے علوم کی تہہ تک اُترنے میں پورا انہماک کیا خواہ وہ دنیا کے علوم ہی تھے ان کے لئے خدا تعالیٰ نے بے شمار دولتیں اور خزائن اسی تفقہ کے نتیجے میں پیدا فرما دئے۔ پس دُنیا میں جتنی بڑی امیر قومیں ہیں، جتنی بڑی طاقتور قومیں ہیں وہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اس فرمان کی برکت سے عظیم اور طاقتور بنی ہیں اگرچہ انہوں نے براہ راست سُنا نہیں ہے مگر حکمت کی بات تو دائمی ہوتی ہے ہر زمانے میں زندہ رہتی ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو اس بات کا رزق میں برکت سے تعلق جوڑ رہے ہیں یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ بہت ہی گہرا مضمون ہے اور حقیقی اور دائمی مضمون ہے۔ پس آج بھی اگر آپ دنیوی علم میں بھی تفقہ حاصل کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں، آپ کے قومی اموال اور طاقت اور آپ کی وجاہت میں برکت ڈالے گا۔ اور ایسی قومیں پھر غریب نہیں رہتیں جو علم کے نیچے اُتر کر اس کی تہہ تک جا کر ان کی مخفیوں کی تلاش کرتی ہیں۔ اور انفرادی طور پر وہ لوگ بھی جو دین کے معاملے میں تفحص کرتے ہیں اور گہری کھوج لگا کر علم کی باتوں کی تلاش کرتے ہیں، ان کی تہہ تک پہنچتے ہیں ان سے یہ خدا تعالیٰ کا ایک اور اس رنگ میں بھی وعدہ پورا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کے اموال میں برکت ملتی ہے، ان کی اولاد کے اموال میں برکت ملتی ہے۔ بعض دفعہ نسلاً بعد نسل وہ ان برکتوں کو کھاتے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ صحابہ جنہوں نے تفقہ میں بہت زیادہ وقت صرف کیا ہے اور محنت کی ہے اور لوگوں کے لئے فیض کا موجب بنے ان کی اولادیں دنیا میں پھیلی ہوئی۔ بہت ہی خدا تعالیٰ سے رزق اور فضل میں انعام یافتہ ہیں مگر پتہ نہیں ان میں سے کسی کو احساس بھی ہے کہ نہیں یا سب کو احساس ہے کہ نہیں کہ یہ وہ ان کے آباء و اجداد نے جو تفقہ فی الدین کیا تھا یہ اسی کی برکت ہے کہ ان پر دنیا کے خزانے بھی انڈیلے جا رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی باتیں ایسے معلم کی باتیں ہیں جس کو خدا نے علم سکھایا ہے اور ان باتوں کو ہلکی نظر سے دیکھنے سے آپ کا اپنا نقصان ہوگا، ان میں ہی ڈوبیں تو یہ تفقہ فی الدین ہے۔

علم حاصل کرنا اور علم حاصل کرنے سے نہ شرمانا اور علم کے حصول پر زور دینا اور علم سکھانے پر زور دینا اس لئے ہماری زندگی کا اٹوٹ حصہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رسالت کا ایک اٹوٹ حصہ تھا۔

حضرت ابو قتادہؓ کی روایت ہے ابن ماجہ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا بہترین چیزیں جو انسان اپنی موت کے بعد پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ تین ہیں نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو ہو، صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے گا اور ایسا علم جس پر اس کے بعد والے عمل کرتے رہیں۔ (ابن ماجہ باب ثواب معلم الناس)۔ تو علم کو عمل سے جوڑ دیا ہے اور حقیقی علم وہی ہے جس پر عمل ہو سکے اور جس کے نتیجے میں عمل سے فائدہ پہنچے۔ ورنہ وہ علم جو زبانی کلامی بحثوں سے تعلق رکھتا ہے جیسے بعض دانشور اکٹھے مجلسیں لگاتے اور لمبا ہر علم کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں لیکن اس کے پیچھے کوئی عمل بعد میں نہیں آتا۔ نہ ان کی باتیں کسی عمل کا تقاضا کرتی ہیں نہ کبھی بعد میں آنے والے عمل کی نشاندہی کرتی ہیں۔ دلچسپ مجلسیں ہیں خواہ شعراء کی ہوں یا دوسرے دانشوروں کی ہوں، تبصرہ نگاروں کی ہوں، وہ تو ان میں بیٹھنا ہے، اُٹھنا ہے اور واپس چلے جانا ہے اور کوئی بھی روشنائی ایسی نہیں ملتی جو راہ عمل دکھائے اس راہ عمل پر چل کر کوئی فائدہ پہنچ سکے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم علم کے تعلق میں اپنے لئے یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو بے فائدہ ہے۔ کیسی اہم دُعا ہے۔ علم کا مضمون مکمل نہیں ہوتا اس دُعا کے بغیر۔ اس دل سے جس میں تیرا خشوع نہیں۔ میں اس دل سے بھی پناہ چاہتا ہوں جس میں تیرا خوف اور تیرے سامنے عاجزی نہیں ہے یہ غلیتا سے خشوع ہے جس کا مطلب ہے عجز اور جھکنا تیرے حضور۔ اس دل سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے حضور جھکا نہیں رہتا، اس نفس سے پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہیں ہوتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے لئے یہ دُعا مانگا کرتے تھے ایک یہ کہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو بے فائدہ ہے۔ اس دل سے جس میں تیرے حضور عاجزی اور تیرے حضور جھکے رہنا نہیں ہے۔ اس نفس سے جو سیر ہی نہیں ہوتا۔ اب یہاں یاد رکھیں کہ سیری سے مراد علم کی سیری یہاں نہیں ہے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ بات کے موقع محل کے مطابق معنے صحیح کئے جائیں۔ علم سے سیری کا تو کوئی مضمون دکھائی ہی نہیں دیتا کہیں۔ علم تو ایک جاری چیز ہے وہ تو ہمیشہ ہی جب طلب بجھتی ہے تو طلب پیدا کر جاتا ہے اور دو چیزوں میں یہ بات پائی جاتی ہے ایک جہنم میں اور ایک حصول علم میں۔ اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے وصال کے تعلق میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے گویا جنت اور جہنم دونوں اس حیثیت سے ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ جہنم میں بھی ہر بد جو اپنے نفس کی خواہش رکھتا ہے وہ سیر نہیں ہوتا اور یہاں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ بد انسان جو سیر ہی نہ ہو جس کے گناہ ہوتے چلے جائیں اور پھر مزید کی طلب باقی رہے اس کی جہنم بھی ایسی ہی بنے گی کہ جب خدا پوچھے گا کہ تو سیر ہو گئی تو یہ کہے گی "ھل من مزید" اور بھی کچھ ہے اور بھی کوئی جہنمی ہے تو ڈال۔ کیونکہ یہ تو طلب نہ ختم ہونے والی طلب ہے یعنی ہر جہنمی جہنم کی تخلیق کرتا ہے اصل میں اور اس کا مزاج جہنم کا مزاج بن جاتا ہے لیکن یہ جو سیری ہے یہ اس سیری کا نہ ہونا اس کا نیکی سے بھی تعلق ہے اور وصال الٰہی سے بھی تعلق ہے اور یہاں وہ مضمون بیان نہیں ہو رہا یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہاں بھی یہی مزاج ہے کہ سیری نہیں ہوتی۔ اور پھر اس دُعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہیں کی جاتی۔ یہ مضمون ایسا ہے جسے ٹھہر کر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ دعائیں قبول نہیں ہوتیں کچھ دیر کے بعد قبول بھی ہو جاتی ہیں۔ یہ کون سی دُعا ہے جس سے پناہ مانگی جا رہی ہے۔ ایسی دُعا جو الٰہی منشاء کے خلاف ہو جس میں بندے کی رضا کا خدا کی رضا سے ٹکراؤ ہو فرمایا وہ دُعا ہے جو قبول نہیں کی جاتی۔ یعنی نہ آج نہ کل۔ نہ جلد نہ بدیر۔ اس لئے اے خدا وہ دُعا میرے دل میں ڈال ہی نہ وہ طلب ہی میرے دل میں پیدا نہ کر جس کو میں مانگوں تو وہ تو نے قبول کرنی ہی نہیں کیونکہ وہ تیرے مزاج کے خلاف ہے۔

پس یہ وہ علم کا مضمون ہے جس کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے آج آپ کو بعض نصیحتیں بھی کرنی تھیں جو علمی کام پھیلے ہوئے ہیں جو ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے ذریعے جاری ہیں جس میں عدم تعاون کی وجہ سے بعض لوگوں کی لاعلمی کے نتیجے میں اب تک ساری دُنیا کی جماعت انتظار میں بیٹھی ہے کہ وہ پروگرام کیوں نہیں شروع ہو رہے۔ اس سلسلے میں پھر میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں روشنی ڈالوں گا اور جو وقت اس سے بچے گا وہ انشاء اللہ دوسری نصیحتوں میں صرف ہوگا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★

ضروری اعلان

بابت داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں نیا تعلیمی سال ۱۶ر اگست ۱۹۹۵ء کو شروع ہو گا۔ خواہش مند اُمیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم میں ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کے شرائط

(۱)۔ درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہش مند ہو۔

(۲)۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

(۳)۔ کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔ (۴) قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔

(۵)۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو، اگر گریجویٹ پاس کی عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے پر غور ہو سکتا ہے۔ حفظ کلاس کے لئے ۱۲ سال سے زائد نہ ہو۔ قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو

(۶)۔ امیر جماعت/صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلہ کے لئے موزوں ہے۔

(۷) درخواست دہندہ اپنے سندات کی مصدقہ نقول معہ ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ معہ دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ر جولائی ۱۹۹۵ء تک ارسال کریں۔

(۸)۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائیگا۔ انٹرویو کی اطلاع اور جائزہ درخواست بعد میں انفرادی طور پر کی جائے گی۔

نوٹ:۔ (i) قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات اُمیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے

(ii)۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہو جانے کی صورت میں واپسی سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔

(iii)۔ قادیان آتے وقت اپنے ہمراہ موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے رضائی بستر وغیرہ ہمراہ لے کر آئیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

۳۲۵

قائدین و ناظمین مال مجالس خدام الاحمدیہ بھارت متوجہ ہوں

جیسا کہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ خدام الاحمدیہ کے سال رواں کے قریباً پانچ ماہ گزر چکے ہیں

قائدین و ناظمین مال سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی مجلس کے بجٹ کے مطابق چندہ خدام الاحمدیہ اور اجتماع خدام الاحمدیہ نیز چندہ اطفال الاحمدیہ کی وصولی کی طرف خصوصی توجہ دیں نیز وصول شدہ رقم جلد دفتر خدام الاحمدیہ بھارت (قادیان) میں ارسال فرمائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عطایا خدام الاحمدیہ وصول کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے اور یہ بجٹ کا حصہ ہے۔ مخیر خدام سے عطایا بھی وصول کریں۔ جن مجالس نے ابھی تک بجٹ تشخیص کر کے نہیں بھجوایا وہ جلد بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۳/۹۵ ۲۷ کو مکرم حفیظ احمد صاحب گجراتی کارکن لنگر خانہ کو بچی سے نوازہ ہے۔ نومولودہ وقف نو میں شامل ہے۔ اور حضور انور نے ازراہ شفقت بچی کا نام ثوبانہ حفیظ تجویز فرمایا ہے۔ بچی مکرم عبدالقدیر صاحب گجراتی مرحوم کی پوتی اور غلام حسن صاحب مکرم علی آف سکندرآباد کی نواسی ہے۔

نیز بچہ بچی کی صحت وسلامتی درازی عمر نیک صالح ہونے کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر میں مبلغ ۲۵/ روپئے ادا کئے ہیں

(ادارہ)

نیشنل امراء و صدر صاحبان کے نام

حضور ایدہ اللہ کی خصوصی ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی ہے سب جماعتیں ہر ماہ ایک اجلاس بلائیں جس میں داعین الی اللہ کی مساعی کا جائزہ لیا جائے۔ اس شق کو ماہانہ رپورٹ فارم میں بھی شامل کیا جائے۔ اگر ہر ماہ اجلاس بلانا بعض وجوہات کی بناء پر ممکن نہ ہو تو جماعتیں اپنی سہولت کے مطابق کوئی عرصہ مقرر کریں اور اپنے فیصلہ سے ہمیں بھی مطلع کریں۔ کسی بھی جماعت کو اس ہدایت کو نظر انداز کرنے کی ہرگز اجازت نہ دی جائیگی۔ حضور انور کے ارشادات کی فوری تعمیل کی کارروائی کی جائے۔

خاکسار۔ ہادی علی چوہدری
ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن۔

بھارت کی مختلف جماعتوں میں رمضان المبارک کی سرگرمیاں

بھارت کی درج ذیل جماعتوں نے رمضان المبارک کے دوران روزوں کی مصروفیات درس القرآن، درس الحدیث نماز تراویح اور اجتماعی سحری و افطاری کے پروگراموں کا ذکر کر کے نہایت خوشکن رپورٹیں ارسال کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے روزوں کو اور عبادات کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ شیموگہ۔ بھدرواہ۔ موسیٰ بنی مائنز۔ پتھ پریم۔ یادگیر۔ کائیکٹ تیماپور۔

(ادارہ)

امتحان دینی نصاب لجنہ اماء اللہ

امسال لجنہ اماء اللہ بھارت کے معیار اوّل و دوئم کا امتحان دینی نصاب ماہ جون کے آخری اتوار کو ہو گا اس کا نصاب لائحہ عمل میں چھپ چکا ہے جو تمام لجنات کو بھجوا دیا گیا ہے اگر کسی مجلس میں نہ ملا ہو تو فوری اطلاع کریں۔

(صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

تصحیح

(۱)۔ ۹ر مارچ ۹۵ء کی بدر کے صفحہ نمبر ۱۱ پر اعلان نکاح میں دو نام صحیح شائع نہیں ہوئے ہیں اصل نام یہ ہیں

مکرم مظاہر حسن صاحب قادیان۔ مکرم محمد عباس ایوب صاحب بھاگلپور

احباب اس کی تصحیح کر لیں۔ (ادارہ)

(۲)۔ اخبار بدر کی اشاعت ۲۳ فروری/۲ مارچ ۱۹۹۵ء میں دفتر تحریک جدید کی غفلت سے سیکرٹری وقف نو کلکتہ کا نام غلط شائع ہوا ہے۔ اس کی تصحیح اس طرح کر لیں۔

مکرم مبشر احمد خان صاحب سیکرٹری وقف نو بنگال
مکرم ایاز احمد صاحب بھٹی 〃 〃 کلکتہ۔

(وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان)

وصایا

منظور ہوا ہے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع کریں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۹۹۸۶ء:۔ میں رشیدہ بیگم بیوہ مکرم غلام رسول صاحب ڈار مرحوم قوم ڈار پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن آسنور ڈاکخانہ آسنور ضلع اننت ناگ صوبہ جموں و کشمیر انڈیا۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۳/۹۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱):۔ باغ ثمردار ۲۰ مرلے زمین پر مشتمل ہے جو واقعہ آسنور "میرم باغ" کے نام سے موسوم ہے۔ جس سے سالانہ ۵۰۰/- روپیہ تک آمد متوقع ہے۔ (۲):۔ موجودہ رقم بنک بیلنس مبلغ ۲۰۰۰/- روپے (۳):۔ گائے ایک عدد موجودہ قیمت مبلغ ۲۰۰۰/- روپے (۴):۔ انگوٹھی طلائی ایک عدد جس کی قیمت ۲۰۰۰/- روپے (۵):۔ انگوٹھی نقرئی ایک عدد قیمت ۱۰۰/- روپے۔

خاکسارہ کے خاوند وفات پا چکے ہیں انہوں نے حق مہر مبلغ ۵۰/- روپیہ نقد ادا کر چکے ہیں۔

مذکورہ بالا غیر منقولہ جائیداد جو بصورت باغ ہے حسب قواعد اس کی جو بھی آمد ہوگی بشرح ۱/۱۰ حصہ آمد میں چندہ ادا کرتی رہوں گی۔

اس کے علاوہ مجھے بیٹے کی طرف سے ماہوار مبلغ ۵۰/- روپیہ ملتے ہیں خاکسارہ بشرح ۱/۱۶ حصہ آمد میں چندہ ادا کرتی رہوں گی۔

اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے اور نہ ہی مندرجہ بالا ذرائع آمد کے علاوہ اور کوئی ذریعہ ہے۔

اگر اپنی زندگی میں کبھی بھی کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر موصی قادیان	رشیدہ بیگم	عبدالحلیم وانی جنرل سیکرٹری صوبہ جموں و کشمیر

وصیت نمبر ۱۹۹۸۷ء:۔ میں افتخار احمد خان ولد مکرم فضل الرحمن صاحب خان قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ حال قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱/۹۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان بعبارت مالک ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ اس وقت خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھتا ہے جس کے لئے خاکسار کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مبلغ ۵۹۰/- روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ خاکسار اپنے ماہوار وظیفہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہے۔

اگر اس کے بعد خاکسار کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کرے گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہیگا۔ اور اس پر بھی خاکسار کی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ خاکسار کی یہ وصیت ماہ جنوری ۱۹۹۵ء سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد عمر علی مدرس مدرسہ احمدیہ	افتخار احمد خان	نعیم احمد عارف

وصیت نمبر ۱۹۹۸۸ء:۔ میں جمال احمد ولد مکرم کمال احمد صاحب قوم مسلمان احمدی پیشہ سائیکل مرمت عمر ۷۶ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۶۲ء ساکن قصبہ کونچ ڈاکخانہ کونچ ضلع جالون صوبہ یوپی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۷/۹۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل غیر منقولہ جائیداد جو ایک مکان جس کی چوہدی مندرجہ ذیل ہے جو قیمتی مبلغ ۵۰۰۰۰/- روپیہ ہے منقولہ جائیداد ۲۰ عدد سائیکلیں پرانی جو کرایہ پر چلتی ہیں جن کی قیمت ۱۵۰۰/- روپیہ ہے۔ میری زرعی زمین ۲½ بیگھ قریب ایک ایکڑ ہے جو قیمتی ۵۰۰۰۰/- روپیہ کی ہے جو دیوہ ایم پی میں ہے ان میں ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ جو کل قیمت ۱۰۱۵۰۰/- روپیہ ہے اور میری سائیکلوں سے کرایہ پر آمد ۲۰۰/- روپیہ ماہوار اور زرعی زمین ۱۴۰۰/- روپیہ سالانہ کل مبلغ ۳۱۲/- روپیہ ماہوار بنتی ہے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ آمد کا بھی ۱/۱۰ تا زیست حسب قواعد ادا کرتا رہوں گا۔ چوہدی مکان محلہ آزاد نگر کونچ ضلع جالون مشرق سڑک عام مغرب کمال احمد کا مکان شمال کمال احمد کا مکان جنوب لنگرا سبزی فروخت ہے۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد انعام ذاکر قادیان	جمال احمد کونچ	عبدالحمید راٹھ۔ یو۔ پی

وصیت نمبر ۱۹۹۸۹ء:۔ میں محفوظ الرحمن فانی ولد مکرم مولوی عبید الرحمن صاحب فانی درویش مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۲۵/۹۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اس وقت میری کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے نہ ہی والد مرحوم کی طرف سے کوئی جائیداد ملی ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں۔ اس وقت مجھے ماہوار مبلغ ۱۳۵۰/- روپیہ تنخواہ مل رہی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔

جب کبھی بھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر قادیان	محفوظ الرحمن فانی قادیان	مظہر احمد طاہر قادیان

درخواست دعا

مکرم سید جاوید عالم صاحب آف شیخو پورہ بہار کی ہمشیرہ شہناز جبین کی رخصتی ۹/۲/۹۵ کو قادیان دارالامان میں ہوئی۔ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے، اپنے اہل و عیال اور بھائی بہنوں کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر میں مبلغ ۱۵/- روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

(ادارہ)

حدیث نبوی صلعم

عَنِ الْحَرِثِ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ
اَمَرَ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ
..... وَاَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللهُ اَمَرَنِيْ بِهِنَّ
بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ
فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ
قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ
اِلَّا اَنْ يَرْجِعَ وَمَا دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ
فَهُوَ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاِنْ
صَامَ صَلّٰى قَالَ وَاِنْ صَامَ وَاِنْ صَلّٰى وَزَعَمَ
اَنَّهُ مُسْلِمٌ فَادْعُوا الْمُسْلِمِيْنَ بِاَسْمَائِهِمْ
بِمَا سَمَّاهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
عِبَادَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ -

(حدیقۃ الصالحین ص ۲۲۵-۲۲۶ - بحوالہ مسند احمد ص ۱۳۰، ج ۲۰۲، ص ۳۴۴)

ترجمہ:۔ حضرت حرث اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت یحیٰ بن ذکریا علیہما السلام کو پانچ باتوں کا حکم دیا تھا ..... اور میں بھی تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

۱۔ جماعت کے ساتھ رہو ۲۔ امام وقت کی باتیں سنو۔ ۳۔ اور اسکی اطاعت کرو۔ ۴۔ دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو وطن چھوڑ دو۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جہاد کرو۔

پس جو شخص جماعت سے تھوڑا سا بھی الگ ہوا اس نے گویا اسلام سے خلاصی کرائی۔ سوائے اس کے کہ وہ دوبارہ نظام جماعت میں شامل ہو جائے۔ اور جو شخص جاہلیت کی باتوں کی طرف بلاتا ہے وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! خواہ ایسا شخص نماز بھی پڑھتا ہو اور روزہ بھی رکھتا ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں خواہ وہ نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے لیکن اے اللہ جل شانہ کے بندو! یہ بات یاد رکھو (اس صورت حال کے باوجود جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں تم بھی مسلمان کہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (تعین کے لئے) اس امت کا نام مسلمان اور مومن رکھا ہے (اس لئے سرٹیفکیٹ کو تم حوالہ بخدا کرو)

درخواست دعا:۔ مکرم سید مبارک احمد صاحب شاہ آف جرمنی کی صحت اکثر ناساز رہتی ہے ان کی کامل صحت یابی اور درازی عمر کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار محمد یوسف انور قادیان)

خاکسار کی والدہ محترمہ اکثر بیمار رہتی ہیں ان کی شفایابی کے لئے نیز خاکسار کی بھابی مکرمہ فاطمہ محمود بھی بیمار رہتی ہیں اور کمزوری بہت ہے احباب سے ہر دو کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (سید وسیم احمد عجب شیر تیماپوری قادیان)

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA
IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
contact:-
TAAS CO.
P-48, PRINCEP STREET: CALCUTTA-700072
PHONES:-263287, 279302-

خصوصی درخواست دعا

مکرم و محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ آج کل صاحب فراش ہیں۔ قارئین سے ان کی صحت و عافیت اور درازی عمر کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تندرستی دے اور وہ کام کرنے کی توفیق بخشے جس سے ان کا نام بھی مزید روشن ہو اور احمدیت کی صداقت کی دلیل ہوں۔ آمین۔

(ادارہ)

بقیہ صفحہ ۱۰ ۔ وصایا

وصیت نمبر ۱۴۹۹۱:۔ میں اعجاز احمد نایک ولد مکرم عبدالرحمن صاحب نایک قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈاکٹری عمر ۲۸ سال (پیدائش ۱۹۶۷ء) پیدائشی احمدی ساکن گوریل ڈاکخانہ آسنور ضلع آننت ناگ صوبہ کشمیر۔

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۹۵ ۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے تاہم اپنی زندگی میں اگر کبھی جائیداد پیدا کروں گا۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔

خاکسار بحیثیت ڈینٹل سرجن کام کر رہا ہے اور ابھی ہاؤس جاب یعنی عارضی طور پر ماہانہ مبلغ -/۵۲۸۸ روپے تنخواہ مل رہی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
غلام نبی نیاز مبلغ سرینگر	اعجاز احمد نایک	غلام رسول سیکرٹری مال ۔ سرینگر

جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

طالبِ دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲

روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ جماعت احمدیہ کے شامل حال رہی ہے۔ اور رہے گی انشاء اللہ۔ اور ہم پُر امید ہیں کہ سیدنا حضور اقدس کے اس بابرکت دورِ خلافت میں احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کے ذریعہ عنقریب ایک روحانی غلبہ وقوع میں آئے گا۔ اور حکومتیں بھی احمدیت کی آغوش میں آئیں گی انشاء اللہ۔

لہذا ہمیں باقاعدگی سے امن عالم کے لئے اور خصوصاً سیدنا حضور اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(محمد یوسف انور)

اڑیسہ کے گورنر جناب ستیہ نارائن ریڈی کا پُر خلوص خط "مدیر بدر" کے نام

B. SATYANARAYAN REDDY
GOVERNOR, ORISSA

RAJ BHAVAN
BHUBANESWAR-751008

28 مارچ 1995ء

مکرمی مدیر ہفت روزہ بدر قادیان

تسلیم و نیاز۔

مزاج گرامی۔

آپ کا مرسلہ ہفت روزہ "بدر" تواتر کے ساتھ مل رہا ہے۔ اُس کے مطالعہ سے بہت ساری مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ آپ کا اخبار "بدر" بہتر خدمات انجام دے رہا ہے۔

"بدر" کے ارسال کے لئے میں بے حد ممنون ہوں۔

خلوص کار

(دستخط) بی۔ ستیہ نارائن ریڈی

ضروری اعلان
بسلسلہ انتخاب عہدیداران

جملہ جماعتہائے احمدیہ بھارت میں آئندہ سہ سالہ انتخابات کے سلسلہ میں جو قواعد انتخاب کا سرکلر بھجوایا گیا ہے کہ اُس کے ایٹم ۶ میں لکھا ہے:۔

"ایسی جماعتوں میں جہاں ایسے افراد کی تعداد ۲۱ یا اس سے زیادہ ہو جن پر چندہ عائد ہوتا ہو وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے فیصلہ بموجب مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء مرکز سلسلہ کے کسی بقایادار کو کسی کام پر مقرر نہیں کیا جائے گا۔"

نوٹ: بقایا سے مراد چھ ماہ سے زائد لازمی چندہ جات کا بقایا ہے اور چندہ تحریک جدید تین سال کا بقایا ہے۔"

اس شق میں چندہ وقفِ جدید شامل ہونے سے رہ گیا ہے لہذا یہ امر نوٹ کر لیا جائے کہ چندہ وقفِ جدید کے تین سال سے زائد بقایا داران بھی مذکورہ بالا شق کے تحت آتے ہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

معاندا احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد علماؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں (معاندا احمدیت) کو پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۲۹-۳-۹۵ بعد نماز مغرب مسجد مُبارک میں مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری قائمقام امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیزہ ممتاز بیگم صاحبہ بنت مکرم عاشق احمد صاحب ڈرائیور ساکن جینتہ کنٹہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرم حامد احمد صاحب ابن مکرم بالا دات صاحب ساکن قادیان بعوض حق مہر مبلغ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپے پڑھا۔ مکرم عاشق احمد صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر اعانت بدر میں مبلغ -/۲۵ روپے ادا کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

(محمود احمد خادم قادیان)

سونگھڑہ میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ

۲۳ر مارچ مسجد احمدیہ سونگھڑہ میں بعد نماز مغرب، جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام مکرم سید سیف الدین صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا مکرم سید نعیم احمد صاحب کی تلاوت اور عزیز محمد الیاس صاحب کی نظم خوانی کے بعد شیخ مسعود احمد صاحب سید نعیم احمد صاحب۔ سید انوار الدین صاحب مکرم مولوی سید سلیمان صاحب نے مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ اللہ تعالیٰ مفید نتائج برآمد کرے آمین۔

(ادارہ)

مسجد احمدیہ پنکال میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ

مورخہ ۲۳ر مارچ کو مسجد احمدیہ پنکال میں بعد نماز مغرب و عشاء مکرم جمعہ خان صاحب، صدر جماعت احمدیہ کے زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود منعقد ہوا۔ عزیز ضیافت احمد کی تلاوت کے بعد طیب احمد نے نظم سنائی۔ اس کے بعد شیخ عمران صاحب، فرزان علی صاحب، امجد خان صاحب نے تقاریر کیں پھر مبارک احمد صاحب نے نظم سنائی بعدہ خاکسار کی تقریر کے بعد صدر جلسہ نے تقریر کی دُعا کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

(خاکسار شمس الدین خان)

کیندرہ پاڑہ میں یوم مسیح موعودؑ کی تقریب

:۔ مورخہ ۲۴ر مارچ کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ کیندرہ پاڑہ اڑیسہ میں مکرم شیخ محمود احمد صاحب صدر جماعت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد ہوا۔ شیخ سخاوت اللہ کی تلاوت اور شیخ مدثر کی نظم کے بعد شیخ مبشر احمد صاحب انجینئر، شیخ مرشد احمد اور مکرم اطہر احمد صاحب نے تقاریر کیں۔ پھر خاکسار نے تقریر کی بعدہ صدر جلسہ نے شکریہ ادا کیا صدر جلسہ کی اجازت سے خاکسار نے دُعا کرائی۔

خاکسار۔ شمس الحق خان معلم وقف جدید

جلسہ یوم مصلح موعودؓ:۔ مکرم سید امداد علی صاحب معلم وقف جدید نے جماعت احمدیہ چک ایرچھ کشمیر نے بھی جلسہ یوم مصلح موعودؓ بڑی شان سے منانے کی مفصل رپورٹ بھجوائی ہے۔ (ادارہ)

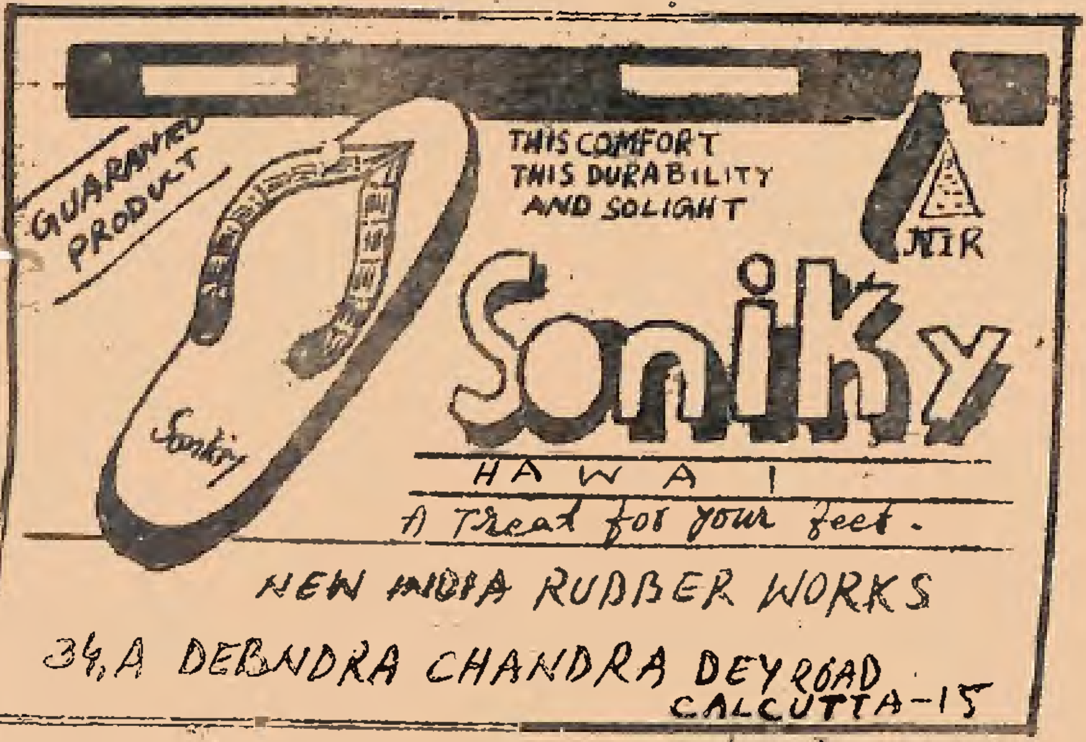

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्ला

हिन्दी भाग | वर्ष 2 | 14 अप्रैल, 1995 | अंक 15

धन में गरीबों का हिस्सा

(हे क़ुर्आन पढ़ने वाले । जब अल्लाह तेरी रोज़ी बढ़ा दे तो) तुम्हें चाहिए कि नातेदारों, निर्धनों और यात्रियों को उन का हक दिया करो । यह बात उन लोगों के लिए बहुत अच्छी हैं जो अल्लाह की प्रसन्नता पाना चाहते हैं तथा वही लोग सफलता पाने वाले हैं । (अल्-रूम 39)

और उन के धन में माँगने वालों का भी हक़ था तथा उन का भी जो माँग' नहीं सकते थे । (अल्-ज़ारियात 10)

और जिन के धन-दौलत में एक निश्चित भाग निर्धन मांगने वालों का भी होता हैं ।
और उन का भी होता है जो मांग नहीं सकते ।

(अल्-मआरिज 25 26)

सद्क़ात (दान) तो केवल निर्धनों और मुहताजों के लिए हैं उन के लिए जो दान इकट्ठा करने के लिए नियुक्त किए गए हैं तथा उन के लिए जिन के दिलों को (अपने साथ) मिलाना अभीष्ट हो और इसी प्रकार क़ैदियों और ऋणियों के लिए तथा उन के लिए जो) अल्लाह की राह में युद्ध करते हैं और यात्रियों के लिए हैं। यह अल्लाह की ओर से नियुक्त किया हुआ फर्ज (कर्तव्य) है और अल्लाह बहुत जानने वाला है (अल् तौब 60)

मुक्ति

"मुक्ति का सिद्धान्त जिस का इंजीलों में वर्णन किया गया है कि हज़रत मसीह के सूली पर मरने के द्वारा ही गुनाहों का "कफ़्फ़ारा" प्राप्त हो सकता है । इस शिक्षा को पवित्र क़ुर्आन ने स्वीकार नहीं किया । यद्यपि हज़रत ईसा अलैहिस्सलाम को पवित्र क़ुर्आन एक पवित्र नबी मानता है और प्रभु का प्यारा और उसका निकटवर्ती तथा ऐश्वर्यवान घोषित करता है तथापि उसको एक साधारण मनुष्य ही बताता है । मुक्ति के लिए इस बात की की आवश्यकता स्वीकार नहीं करता कि एक पापी का बोझ किसी निरपराध पर डाल दिया जाए । यह बात बुद्धि भी स्वीकार नहीं करती कि एक पाप तो 'ज़ैद' करे और 'बकर' पकड़ा जाए । इस सिद्धान्त पर तो मानवीय सरकारों ने भी आचरण नहीं किया । खेद है कि मुक्ति के सम्बन्ध में जैसा कि ईसाई साहिबों ने भूल की है इसी प्रकार आर्य समाज ने भूल की है और वास्तविकता को विस्मृत कर दिया क्योंकि आर्य समाज की आस्था के अनुसार तौबा (प्रायश्चित) और इस्तिग़फ़ार (प्रभु से अपने पापों की क्षमा याचना करना) कोई वस्तु नहीं और जब तक मनुष्य एक पाप के बदले वह सभी योनियों में चक्कर न काट ले जो उस पाप के लिए दण्डरूप में निश्चित हैं तब तक मुक्ति सम्भवनहीं हैं । "

रूहानी ख़ज़ायन भाग-23 पृष्ठ-414, चश्मा-ए-मार्फ़त पृष्ठ544-45, प्रथम संस्करण)

निर्धन से व्यवहार

हज़रत अबूहुरैरः (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते है कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया कि जिस व्यक्ति ने किसी मुसलमान के सांसारिक दुःख और कष्ट को दूर किया अल्लाह क़ियामत के दिन उस के दुःखों और कष्टों को दूर करेगा और जिस व्यक्ति ने किसी निर्धन और निर्बल को सुख दिया तथा उस के लए आसानी पैदा की तो अल्लाह क़ियामत के दिन उस के लिए आसानी पैदा करेगा । जिस व्यक्ति ने किसी मुसलमान के दोष को छिपाया अल्लाह क़ियामत के दिन उस के दोषों को छिपाएगा । अल्लाह उस मनुष्य की सहायता के लिए तैयार रहता है जो अपने भाई की सहायता के लिए तैयार हो जो व्यक्ति विद्या हासिल करने की खोज में निकलता है अल्लाह उस के लिए स्वर्ग का रास्ता आसान कर देता है । जो लोग अल्लाह के घरों में से किसी घर में बैठ कर अल्लाह की किताब को पढ़ते हैं और उस के पढ़ने तथा पढ़ाने में लगे रहते हैं अल्लाह उन पर शन्ति उतारता है अल्लाह की दया एवं कृपा उसे ढांपे रखती है । फ़रिश्ते ऐसे लोगों को घेरे रखते हैं । अल्लाह अपने निकट रहने वाले लोगों में ऐसे लोगों को याद करता है । जो व्यक्ति कर्म करने में आलसी हो उस का वंश तथा कुल उस को तेज चलने वाला नहीं बना सकता अर्थात् ऐसे लोग केवल इस बात से कि वे अच्छे वंश और कुल से सबंध रखते है स्वर्ग में नहीं जा सकते ।)

(मुस्लिम शरीफ़ किताबुज़्ज़िक्र पृष्ठ 231)

भारत में शान्ति एवं एकता की स्थापना के लिए हज़रत मुस्लिह मौऊद के प्रयास

आज से सौ वर्ष पूर्व हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब क़ादियानी अलैहिस्सलाम ने भारत वर्ष की समस्त क़ौमों विशेषकर हिन्दुओं तथा मुसलमानों से परस्पर प्रेम और शान्ति से रहने की जोरदार अपील की और इस सम्बन्ध में कुछ अनुपम सुझाव भी प्रस्तुत किए । आप ने 1895 ई० में भारत के वॉयसराए को एक प्रार्थना-पत्र भिजवाने का सुझाव दिया जिसमें दो प्रकार के क़ानून बनाने का निवेदन था ।

1) किसी पक्ष में किसी अन्य पक्ष के विरुद्ध ऐसा आरोप या आक्षेप लगाने का अधिकार न हो जो स्वयं उसके अपने धर्म पर पड़ता हो क्योंकि यह भी फ़साद का कारण है कि लोग अपने अन्दर झाँके बिना दूसरे धर्मों और उनके पैग़म्बरों पर आक्षेप लगाते हैं ।

2 समस्त धर्मों के लोग अपने अपने धर्म ग्रन्थों की एक सूची प्रकाशित करें और फिर कोई भी एतराज करने वाला उन धर्म ग्रन्थों के अतिरिक्त उस धर्म पर कोई एतराज न करे । इससे आपका उद्देश्य यह था कि किसी भी धर्म पर ऐसे आक्षेप न लगाए जाएं जो बात उनके धर्म-ग्रन्थों में ही नही है ।

आपके ये सुझाव इतने ठोस एवं प्रभावी थे कि यदि इनके अनुसार उस समय कानून बन जाता तो इसके परिणामस्वरूप भारत के धार्मिक वातावरण में शान्ति स्थापित हो सकती थी।

इसी प्रकार आपने अपनी रचना पैग़ामे सुलह में हिन्दुओं और मुसलमानों को शान्ति और सद्भावना के साथ रहने का उपदेश दिया आपने हिन्दुओं को सम्बोधित करते हुए फरमाया कि वे यह प्रण करें कि वे हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सलल्लाहो अलैहि वसल्लम को बुरे नामों से याद नहीं करेंगे। और आपने हिन्दु भाईयों को यह विश्वास दिलाया कि यदि वे यह प्रण करने के लिए तैयार हो जाएं तो स्वंय आप और आपकी सारी जमायत गाय की कुरबानी जो मुसलमानों के लिए हलाल है अपने हिन्दू भाईयों की भावनाओं का ख्याल करते हुए को छोड़ देंगे।

शान्ति एवं सद्भावना और परस्पर प्रेम के वातावरण को सुदृढ़ बनाने के लिए आपने अपनी जमाअत को यह शिक्षा भी दी कि यदि एक व्यक्ति अपने हिन्दू पड़ोसी को देखता है कि उसके घर में आग लग गई और वह नहीं उठता कि आग बुझाने में सहायता करे तो वह मेरी जमाअत में से नहीं यदि हमारा कोई अनुयायी यह देखता है कि एक ईसाई को कोई कत्ल करता हैं और वह उसे बचाने के लिए नहीं उठता तो वह मेरी जमाअत में से नहीं।

धार्मिक जगत में शान्ति की स्थापना के उन्हीं स्वर्णिम सिद्धान्तों को आप के द्वितीय ख़लीफ़ा हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद साहिब रज़ियल्लाह अन्हों ने अपने विभिन्न ईमानवर्धक संभाषणों के द्वारा आगे बढ़ाया। इस सम्बन्ध में 2 मार्च 1927 को ब्रेडलां हाल लाहौर में खानबहादुर सर मुहम्द शफ़ी के-सी-एस आई की अध्यक्षता में आपने जो ओजस्वी भाषण दिया उस का एक एक शब्द स्वर्णिम अक्षरों से लिखे जाने योग्य हैं।

आपने फरमाया हिन्दु-मुस्लिम फ़साद भड़कने के दो मुख्य कारण हैं। उनमें से एक यह है कि :-

राजनीतिक समानता और सुदभावना का अभाव है। हमारे राजनीतिज्ञों में इतना धैर्य नहीं है कि वे विपक्ष की अच्छी बात को भी अच्छा कह सकें। अपितु बिना विचार किए यही समझा और समझाया जाता है कि विपक्ष जो भी बात कहेगा या जो भी काम करेगा वह ग़लत होगा। क्योंकि यदि उसकी अच्छी बात को अच्छा कहा जाए तो उसको साख मज़बूत होगी और यह बरदाश्त नहीं और यदि वह वास्तव में कोई गलत काम करे तो फिर अपना अन्तर देख बिना इतना शोर मचाया जाता हैं कि बस खुदा की पनाह। और अपनी इस गन्दी विचारधारा के पीछे साधारण जनता को भी लगाते देते हैं। जिस के कारण दिन प्रति दिन देश में दंगे-फ़साद जन्म लेते रहते हैं। और जन साधारण का बिना समझे गन्दी सोच वाले लीडरों के पीछे लग जाने का कारण केवल अज्ञानता है। और जब तक हमारे देश में अज्ञानता रहेगी, ज्ञान का अभाव रहेगा, जन-साधारण हमेशा ही गन्दी सियासत का का शिकार हो कर गलियों और बाजारों में कुचले जाते रहेंगे।

राजनीति में असमानता के साथ साथ राजनीतिक क्षेत्र में असमानता भी इन विचारों को जन्म देती है। बहुसंख्यक वर्ग और उच्च वर्ग कदापि यह नहीं चाहता कि निम्न वर्ग और अल्पसंख्यक वर्ग उन्नति के मैदान में उनके साथ बराबर के भागीदार हों। असमानता का दीर्घ काल बेचैनी और फ़साद के रुप में प्रकट होता है।

इस सम्बन्ध में आप फरमाते है :-

"एक देश की विभिन्न कौमों की उदाहरण एक सड़क की है। जिस पर विभिन्न प्रकार के लोग चल रहे हों। निस्सन्देह प्रत्येक को स्वंय साहस करके मार्ग में आगे बढ़ना चाहिए। परन्तु जब कुछ लोग रास्ते में दीवार की तरह खड़े हो गए हो तो पीछे वालों का आगे बढ़ना बिल्कुल असम्भव होगा। उनके सभी प्रयास विफल हो जांएगे। अतः इस समय आगे वाली काम का कर्तव्य होगा कि वह बेशक आगे चले परन्तु रास्ता न रोके, दूसरों को आगे बढ़ने के लिए रास्ता छोड़ दे, नही तो पिछड़ी जातियां कभी उन्नति नही कर सकती।

2) दूसरा मुख्य कारण धार्मिक सहिष्णुता का अभाव है जिस प्रकार इस देश में राजनीतिक सदभावना नहीं, ठीक इसी प्रकार धार्मिक सदभावना भी नही है। लोग सहन ही नहीं कर सकते कि दूसरे के धर्म को अच्छा कहें अपितु यह गलत धारणा मन में बैठ गई है कि जब तक एक धर्म दूसरे धर्म को बुराई न करे तो उस समय तक उसकी श्रेष्ठता सिद्ध नहीं हो सकती।

धार्मिक और राजनीतिक क्षेत्र में इस असहिष्णुता का परिणाम यह निकला है दोनों क़ौमें यह समझती हैं कि उनका विपक्ष कोई भी अच्छी बात नहीं कह सकता। हिन्दू यह समझते हैं कि मुसलमान जो कुछ करते हैं बुरा करते हैं और मुसलमान यह समझते हैं कि हिन्दू जो कुछ करते हैं बुरा करते हैं। दोनों कोमें यही समझती हैं कि दूसरों को गिराए बिना उन्नति नही हो सकती।

– मुनीर अहमद ख़ादिम

ईश्वर संलाप की तीन श्रेणियां

(गतांक से आगे)

जैसे दूध दिखाया गया तो उस से तात्पर्य विद्या होगी। यदि भैंस दिखाई गई तो उस से अभिप्राय आपत्ति एवं रोग होगा। दूसरी प्रकार 'कश्फ़' की है। जो इस प्रकार प्रकट होती है कि मनुष्य पूर्ण सावधान एवं जागृतावस्था में कई मृतक लोगों से आध्यात्मिक सम्मिलन करता है अथवा कुछ बातें जो किसी अन्य स्थान पर हो रही होती हैं देख लेता है जब कि वह अपने स्थान पर अपने कार्य में व्यस्त होता है। इस प्रकार के दृश्य को इस्लामी पारिभाषिक रुप में क़श्फ़ शब्द की संज्ञा दी गई है। ये समस्त रुप पवित्र क़ुर्आन से सिद्ध है किन्तु इनका विस्तृत उल्लेख वक्तव्य को अत्यधिक विस्तृत कर देगा।

अतः इस्लाम ईशवाणी की व्याख्या यह नही करता कि यूं ही हृदय में एक विचार उत्पन्न हो जाए। ऐसा विचार ईशवाणी के पुण्य पुरस्कार की दृष्टि के कारण उत्पन्न हुआ है यदि उसको उचित मान लिया जाए तो ईशवानी की वास्तविकता कुछ भी शेष नहीं रहती। केवल मात्र विचार एवं हार्दिक प्रेरणा तो संसार के प्रत्येक हृदय में उत्पन्न होती रहती है एवं यदि यह ईशवाणी है तो फिर जो विचार किसी के हृदय में उत्पन्न हो वह उसे ईशवाणी समझ सकता है। तब तो संसार की कोई ऐसी पुस्तक नहीं जो ईशवाणी से रिक्त हो ईशवाणी तो वह होना चाहिए जो दृढ़ता एवं विश्वास का मार्ग उत्पन्न करे न कि भ्रम तथा तथा सन्देह का द्वार खोले। यदि ईशवाणी हृदय के उद्गार एवं प्रेरणा का नाम हो और शब्दों में ईशवाणी न होती हो तब तो कतिपय व्यक्ति इस आपत्ति का आक्षेप हो जाएंगे कि जो विचार उसके हृदय में जन्म लेगा वे उसे ईशवानी समझ लेंगे। अस्तु परमेश्वर की ओर से जो बात आती है उसके अन्दर इतनी महत्ता होनी चाहिए कि केवल मात्र विचार एवं भ्रम उसका साम्मुख्य न कर सके: एवं यह न हो कि अकारण ही तथा अपराध किये बिना ही लोग पकड़ में आ जाएं। वस्तुतः वह कौन सी विशेषता होगी जिस से मनुष्य यह समझे कि यह मेरे हृदय का विचार है। ईशवाणी नहीं अथवा यह कि यह ईशवानी है हृदय का विचार नहीं अथवा मेरी कृति है ईश्वर कृति नहीं या परमेश्वर का लिखा हुआ है मेरा लिखा हुआ नहीं। यदि कहा जाए कि उस समय साथ ही यह विचार भी उत्पन्न होगा कि यह परमेश्वर की ओर से है मेरी ओर से नहीं तो उसका उत्तर यह है कि जब उस हृदय के भावों को ईश्वाणी समझने लगें तो मस्तिष्क को वह विचारते कौन सा समय लगेगा कि यह तेरा विचार नहीं, ईश्वाणी है?

बब्बल प्रैस कादियां, फोन 20121 घर 20611

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी